الحکم الرفاعیہ

مصنفہ

عارف کامل و ولی بے مثال حضرت سید شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

جسے

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر مولف تاریخ سندھ و تاریخ ارض مقدس و مصنف ناولہائے مشہور و مقبول ملک العزیز و رجنا ایام عرب فتح اندلس و فردوس بریں وغیرہ وغیرہ نے

مرحوم رسالہ العرفان کے لیے

قسطنطنیہ کے چھپے ہوئے فارسی ترجمہ سے پاکیزہ اور فصیح اردو میں ترجمہ کیا اور العرفان کے مختلف نمبروں میں شائع ہونے کے بعد یکجا اور مرتب کیا گیا ہے

باہتمام

خاکسار حکیم محمد سراج الحق مینیجر و پبلشر دلگداز

سنہ ۱۹۱۶ء میں

دلگداز پریس میں چھپ کے لکھنؤ محلہ گڑھیا برن بیگ خان

سے شائع ہوا

قیمت فی جلد ۳

حکمِ رفاعیہ

اب کی مرتبہ ہم مستغرق بحار معارف۔ مالک گنجینہ عوارف
ولی کامل۔ وعارف واصل۔ سید شیخ احمد رفاعی الحسینی قدس سرہ العزیز
کے ایک چھوٹے رسالے کا ترجمہ شروع کرتے ہین جس کا نام حکم رفاعیہ
ہے۔ ہندوستان مین خاندان رفاعیہ کے مشائخ بہت کم ہین۔ اس لیے
کہ اس زمین کو زیادہ تر فیض بزرگان خانوادہ ہائے متبرکہ چشتیہ۔
قادریہ۔ سہروردیہ۔ اور نقشبندیہ سے پہونچا۔ اور آج تک پہونچ رہا ہے
گر ممالک مصر و شام و عرب اور قسطنطینیہ وغیرہ کے عام مشائخ مقدس
خاندان رفاعیہ ہی سے بیعت رکھتے ہین۔ حتی کہ حامی حرمین شریفین
حضرت سلطان المعظم ظل اللہ علی الارض و حجتہ خلیفتہ بھی اسی خاندان
مین مرید ہین۔

شیخ سید احمد رفاعی قدس اللہ اسرارہ جو اس خاندان کے بانی
و مرکز ہین ۵۲۲ھ مین شہر واسط مین پیدا ہوئے تھے۔ اور ۶۶ برس کی عمر
پاکے ۵۷۸ھ مین واصل بہ حق ہوئے۔ مزار شریف واسط کے قریب "ام عبیدہ"
نام ایک قصبے مین ہے۔ یون تو آپ کی صدہا کرامتین مشہور ہین۔ مگر
سب سے بڑا واقعہ جسے بڑے بڑے مؤرخین نے بھی نقل فرمایا ہے یہ ہے
کہ جب آپ مدینہ طیبہ مین تربت رسالت پر پہونچے تو فرمایا "السلام علیک
یا جدی" فوراً قبر شریف سے جواب آیا "وعلیک السلام یا ولدی" یہ سنتے
ہی آپ پر ایک محویت طاری ہو گئی۔ اور زبان سے دو شعر نکلے جن کا
مطلب یہ تھا "یون تو مین اپنی طرف سے اپنی روح کو

بھیجا کرتا تھا۔ مگر اب یہ دولت دیدار اصالۃً حاصل ہوئی تو اپنا ہاتھ لائیے کہ اُسے بوسہ دون۔ فوراً حضرت سرور کائنات نے قبر مطہر سے اپنا ہاتھ نکال دیا اور شیخ قدس سرہ نے اُسے بوسہ دیا۔ اُس زمانے کے راوی بیان کرتے ہین کہ اُس وقت قبر شریف کے گرد تقریباً نوے ہزار حاجیون کا مجمع تھا۔ اُن سب لوگون نے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو اپنی آنکھون سے دیکھا۔ جن مین حضرت غوث الاعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز بھی موجود تھے۔

یہ اور اس پائے کے بزرگ ہین جن کا یہ رسالہ ہے۔ اور جن کے یہ نصائح ہین۔ اس کو آپ کے خدا رسیدہ مُرید سید شیخ عبدالسمیع ہاشمی نے ایک دولت بے بہا کی طرح اپنے خزانۂ کتب مین محفوظ رکھا تھا۔ اور ہر وقت اِنھین پر عمل کیا کرتے تھے۔ یہ رسالہ قسطنطنیہ مین چھپ گیا ہے۔ مگر اہل ہند ابھی تک اِس سے محروم رہے تھے۔ لہذا ہم سعادت دارین خیال کر کے اسے العرفان کے لیے سرمایۂ برکت بناتے ہین۔

ناظم العرفان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
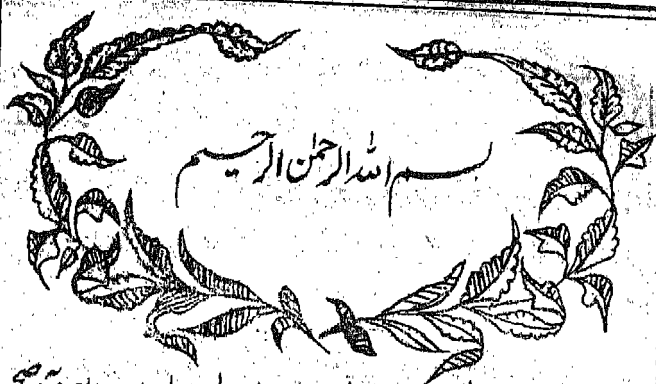
الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ ازجانب بندۂ فقیر ہیچمیرز اُحیمد (چھوٹا۔ غالباً انکساراً حضرت قطب علامہ نے تصغیر کا صیغہ استعمال فرمایا ہے) بنام شیخ محتشم ہاشمی خدا ہمارے اُن کے اور تمام مسلمانوں کے حال پر مہربان رہے۔ آمین

بھائی مین تمھین وصیت کرتا ہون کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہو اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ اور یہ چاہتا ہون کہ اس نصیحت کو جو تمھارے حق مین اور اُن لوگون کے حق مین جو تمھارے مثل ہون بخوبی مفید ثابت ہوگی پورے شوق سے قبول کرو۔ اور خبردار وہ شخص جو اس کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس سے بہرہ یاب تم ہو۔ اس لیے کہ اگر اس بارے مین تم نے بے احتیاطی کی تو تم اس نصیحت کے اوپر ظلم کرو گے۔

اے عبد السمیع فقیر اگر اپنے نفس کے ساتھ دوستی کرتا ہے تو نہایت ہی تھک جاتا ہے۔ لیکن اگر اپنا کام خدا کے سپرد کر دیتا ہے تو خدا المعبر عزیزون اور دوستون کی وساطت سے اُس کی دستگیری کرتا ہے عقل فائدون کا خزانہ اور خوش نصیبی کی کیمیا ہے۔ علم دنیا مین شرافت ہے اور آخرت

مین عزت - جو شخص اِس مستعار زندگی مین اٹکا رہتا ہے اُسے سوا حجابون کے اور کوئی نفع نہین حاصل ہوتا - ہان کا رونا کرایے کی رونے والیون کا رونا نہین ہے - انسان جس قدر لوگون کے آس پاس جوتیان چٹخاتا ہے اُسی قدر رمز وحدت اور دینداری کو ہاتھ سے دیتا جاتا ہے - دو چیزین دین مین ترقی دلاتی ہین - ایک تنہائی مین ذکر کرنا اور دوسرے نعمت الٰہی کا حد سے زیادہ تذکرہ کرنا انسان کی حالت اُس کے دوستون اور ہم صحبتون کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتی ہے - لوگ جو سختیان برداشت کرتے - اور کم و زیادہ کی فکر مین رہتے ہین یہ سب حکومت اور شہوت کی بدولت ہے - اور یہی دو چیزین لوگون کا مقصود ہین -

جو حقیقت شریعت سے جدا ہو وہ زندقہ ہے - معرفت خداوندی کی انتہا یہ ہے کہ بغیر چون و چرا کے اور بغیر کسی مقام و جگہ کے ساتھ خدا کی تخصیص کیے اُس کی ہستی کا یقین ہو جائے - جن لوگون کی نگاہ کے سامنے سے پردہ نہین ہٹتا ہے اُن کے نزدیک مرض موت کی شدت کا زمانہ معرفت الٰہی کی پہلی گھڑیان ہین - اور اِسی سے ہم سے کہا گیا ہے "موتوا قبل ان تموتوا" (مرنے سے پہلے مر جاؤ) موت آتے ہی پردہ اُٹھا دیتی ہے - چنانچہ وارد ہوا ہے "الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا" (لوگ سو رہے ہین - لہذا جب مرتے ہین تب ہوشیار ہوتے ہین) اللہ جل شانہ کو تمام صفات سے منزہ کرنے سے پہلے تمہاری ساری توحید شرک ہے - توحید انسان کے دل مین ایک وجدانی چیز ہے جو اُسے نیز خدا کے معطل کرنے سے (یعنی اُس کے تمام صفات کے سلب کرنے سے) روکتی ہے اور نیز تشبیہ (یعنی اُس ذات ایزدی کو کسی کے مثل سمجھنے) سے روکتی ہے - یہ آنا جانا سب خیال ہی خیال ہے -

اے محتاج شخص غرور کے گھوڑے سے اُتر کے پیادہ ہو بہت سی ایسی لغزشیں ہیں جو گڑھے میں پھینک دیتی ہیں بعض علم ایسے ہیں کہ انکا پھل جہالت ہے۔ اور بعض جہالتیں ایسی ہین جنکا پھل علم ہے۔ تونے تو اپنے علم کو ذلت کا جامہ پہنا دیا ہے۔ پھر علم کی عزت تجھے کیونکر حاصل ہو؟ یہ نہ سمجھ کہ مہندی کا رنگ تیرے بڑھاپے کو چھپا دیگا۔ اس لیے کہ مہندی نے تیرے بالون کا رنگ بدلا ہے تیرے بڑھاپے کو نہین بدلا ہے۔ آدمی کا ایک جگہ جم کے بیٹھنا قاف سے قاف تک پھرنے سے افضل ہے۔ اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات مین گفتگو کرنے سے خاموشی زیادہ کمال رکھتی ہے۔ جو شخص خدا کی مخلوق پر دست درازی کرتا ہے خدا کے نزدیک اُس کا ہاتھ چھوٹا ہوتا ہے۔ اور جو خدا کے بندون کے مقابل غرور کرتا ہے وہ اُس معبود برحق کی نظر سے گرجاتا ہے ہر حالت بدل جانے والی ہے۔ اور ہر چھپی ہوئی چیز کا ایک ظاہری رُخ ہے۔ جس نے تحمل کی ذرہ پہن لی وہ عجلت کے تیر سے بچ گیا۔ کوئی زبردست آدمی زمین کے کسی سبب سے اونچے پہاڑ پر نیزہ گاڑ دے تو اگر قیامت کے روز تک رات دن آندھی چلتی رہے تو بھی اُس کا بال بیکا نہین ہو سکتا چھوٹا وہ ہے جس کی بنیاد بدعتوں پر ہے۔ اور عقلمند وہ ہے جو بدعات سے پاک ہو۔ انسان کامل خدا کے سوا ہر چیز کو ترک کر دیتا ہے۔ مخلوقات مین جتنے ہین وہ نہ نقصان پہونچا سکتے ہین اور نہ فائدہ۔ بلکہ خدا کے بندون کے سامنے حجاب بنے ہوئے ہین۔ اس حجاب کو جو اُٹھا دیتا ہے وہ اپنے خالق تک جا پہونچتا ہے۔ خدا کے سوا کسی اور چیز پر بھروسا کر لینا ہی خوف ہے۔ اور خدا کا خوف دوسرون کی طرف سے بے خوف کر دیتا ہے۔

ہر حالت کے نیچے ایک حالت ربوبیت موجود ہے۔ اگر تو اُسے پہچانتا ہوتا
تو جانتا کہ تیرا ہاتھ پاؤں مارنا اور تیرا سکون دونوں اُسی سے علاقہ رکھتے
ہین۔ اور تجھ پر وہ مسلط ہے "اعملوا فکل میسر لما خُلق لہ" (کام کیے جاؤ
اِس لیے کہ ہر شخص کو اُسی چیز کی توفیق دیگئی ہے جس کے لیے وہ پیدا
کیا گیا ہے۔) صوفی وہ ہے جس کے نفس کا آئینہ ایسا صاف ہو گیا کہ اُسے
دوسرون پر اپنی فضیلت نہین نظر آتی تمام چیزین جو ماسوے اللہ ہین خدا
اور بندے کے درمیان مین پردے ہین جس کو اُن سے رہائی مل گئی وہ اپنی
مراد کو پہونچ گیا۔ وقت تلوار کے مثل ہے۔ جو اُس سے مقابلہ کرے اُسے کاٹ
ڈالتا ہے۔ عقلمند کی پہچان یہ ہے کہ سختی مین صبر کرے۔ خوش حالی مین منکسر المزاج
رہے۔ ہر چیزین سے خوبیان اخذ کرلے۔ اور حق کا جویا ہو۔ اور عارف کی
پہچان یہ ہے کہ اپنے حال کو چھپاوے۔ اور بات سچی کہے۔ اور امید و آرزو کے
پھندے سے چھوٹ جائے۔ دُنیا اور آخرت دو لفظون مین ہین
ایک عقل اور دوسرے دین۔ علم وہ ہے جو تجھے جہالت کی حالت سے
نکال دے۔ غرور کے مقام سے دور کرے۔ اور اولوالعزم لوگون کی راہ پر لگائے
شیخ وہ ہے جو اپنی نصیحت تیرے ذہن نشین کردے۔ رہنمائی کے وقت تیرا رہبر
ہو۔ اور تجھے پکڑے تو اوپر اُٹھا دے۔ شیخ وہ ہے جو تجھے قرآن و
حدیث کے راستہ پر لگائے۔ اور نئی باتون اور بدعتون سے الگ کرے
شیخ وہ ہے جس کا ظاہر و باطن شرع ہو۔ طریقت عین شریعت ہے۔
جھوٹا اِس فرقے کو نجاست سے آلودہ کرتا اور کہتا ہے کہ باطن اور ہے
اور ظاہر اور۔ مرد عارف یہ کہتا ہے کہ باطن وہ ہے جو ظاہر کا باطن اور
اُس کا خالص جوہر ہے۔ قرآن تمام حکمتون کا ایک عظیم الشان دریا ہے

مگر ایسا کان کہان جو سُنے۔ تو رضائے الٰہی کے دروازے پر دستک دے گا تو فلاحیت
کی صدا سنے گا۔ خدا سے راضی رہ۔ اور اگر اُس سے راضی رہے گا تو چین اور
آرام سے سوئے گا۔ جو شخص مان اور باپ چچا اور ماموں۔ مال و دولت اور
عزیزون اور دوستون پر فخر و ناز کرتا ہے اُس کے دماغ مین معرفت کی
بو بھی نہین آتی۔ جو شخص اپنے نفس کو دیکھتا ہے وہ اللہ جل شانہ کے
نزدیک کوئی چیز نہین ہے۔ اگر کوئی عابد دونون جہان کی عبادت کرے اور
اُس مین ایک رائی برابر بھی کبر و نخوت ہو وہ خدا کا عدو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا دشمن ہے۔ تین چیزین یعنی غرور۔ بیوقوفی اور کنجوسی ایسی ہین کہ اگر
کسی مین ہون تو جب تک اُس مین سے دور نہ ہو جائین ولی نہین ہو سکتا۔
جو شخص اپنے نفس کو دوسرون سے بہتر دیکھتا ہے وہ خدا اور اُس کی مخلوق
کے نزدیک جھوٹا ہے سب سے بڑا ظالم وہ ہے کہ اپنے تئین دوسرون سے
اعلیٰ سمجھتا ہو ظلم یہ ہے کہ انسان دُنیا کے چھوٹے مرتبون کی حرص رکھتا ہو۔
اُن مرتبون مین سے ایک یہ ہے کہ نشست و برخاست اور گفتگو مین جس
چیز کا حق نہ رکھتا ہو اُس کے اعتبار سے اپنے تئین اپنے بھائی پر ترجیح دے
اور اسی پر دوسرے مرتبون کا بھی قیاس کر لیا جائے۔ جو شخص زبردستی
کی قوت سے لوگون کو تابع کرتا ہے وہ اُس کا جیا ہے جو طرز عمل ہو اُن کے
دل مین اپنی دشمنی کی بنیاد قائم کرتا ہے۔ اور جو شخص غریبی اور تواضع
سے لوگون کو اپنے بس مین کرتا ہے وہ اُن کے دل مین اپنی عزت کا نقش
قائم کرتا ہے۔ خدا کے ملک مین سب سے اچھا رفیق خوف خدا ہے اور سب سے اچھی
شوکت اخلاص ہے۔ جس شخص مین تھوڑی سی نخوت و انانیت بھی ہو وہ اہل
کمال کے مرتبے کو ہرگز نہین پہونچ سکتا ہے۔ خدا کی نعمتون کو یاد کرنے والا اگر

مرتبے سے گر جائے تو بھی شکر گزاری کے راستے سے نہیں ہٹتا جو شخص کامل ہے وہ اپنی خدمت سے باز نہیں آتا کسی چیز کا دعوی کرنا نفس انسانی مین نخوت کا باقی ماندہ حصہ ہے۔ اگرچہ دل بار نہیں اُٹھا سکتا۔ مگر احمق اس قسم کے دعوے سے باز نہیں آتا نعمت الہی کا ذکر کرنا اُس کی قربت کا بیان کرنا ہے۔ اور اُس کے ذکر مین کوتاہی کرنا بندہ ہونے کے درجے سے تجاوز کرنا ہے۔ جو عارف ہے اُس کی نظر نہ دنیا پر پڑتی ہے اور نہ آخرت پر۔ سب سے بہتر کمال یہ ہے کہ غیرون کو چھوڑ دے۔ تغیرات عالم سے بشارت حق حاصل کرے۔ اور اپنے آپ کو اُس زندۂ ازلی کے دست قدرت مین دے کے اپنے کو ذلیل بنائے۔ اور فنا کا جامہ پہن لے۔ شیخ کے مکان کو حرم اُس کی قبر کو صنم اور اُس کے حالات کو آلات معرفت قرار دے کے دین کو برہم نکر۔ انسان وہ ہے جس پر پیر کو فخر و ناز ہو نہ وہ جو پیر پر فخر کرے۔ جس کسی کا کان ماسوی اللہ کی آواز سے بہرہ ہو گیا ہے وہ ،، لمن الملک الیوم ،، کی صدا سنتا ہے۔ ایسا شخص جھوٹ غرور۔ انانیت۔ طاقت۔ جوش اور غضب کے گھوڑے سے اُترتا ہے اور عبدیت کے مقام مین ٹھہرتا ہے۔ اُس کلام کے پاس ہرگز نہ جانا جیسے بعض صوفی وحدۃ الہی کے بارے مین زبان سے نکالتے مین اور نعمت ہائے ربانی کے اعتراف و اقرار مین ہرگز کوتاہی نہ کرنا۔ اس لیے کہ گناہون کا پردہ کفران نعمت کے پردے سے بہر غفلت ہے

ع ۵ ،، لمن الملک الیوم ،، یعنی آج کس کی بادشاہی ہے ؟ یہ وہ کلمہ ہے جسے میدان حشر مین حضرت رب العزت کی جانب سے سنین گے۔

اِن اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء (اللہ اس چیز کو نہیں معاف کرتا کہ اُس کی درگاہ مین شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کسی کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے) کسی شخص کو اگر تو ہوا مین اُڑتے دیکھے تو بھی جب تک تو اُس کے اقوال وافعال کو شرع کی ترازو مین نہ تول لے اُسکا اعتبار نہ کر۔ اور گروہ صوفیہ کے ہر قول وفعل سے خبردار انکار نہ کرنا۔ اُن کے حالات کو تو اُنھین پہ چھوڑ دے۔ اگر شرع شریف اُن کے معاملات مین مخالف نظر آئے تو تو ایسی صورت مین پابند شرع رہ۔ مخلوقات کے ترک کرنے سے پہلے مسائل معرفت مین بحث کرنا بھی منجملہ خواہشات نفسانی کے ہے۔ جو کوئی اپنی خواہش نفسانی کے باعث حق باطل کی طرف مائل ہو وہ گمراہی مین پڑا ہوا ہے معرفت الٰہی کے دروازون مین سے پہلا دروازہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو خدائے عزوجل سے مانوس کرے۔ اور زہد خداوند جل وعلا کی راہ مین چلنے والے کا پہلا قدم ہے۔ جو عشق مین مرے وہ شہید ہے۔ اور جو اپنی زندگی خلوص مین بسر کرتا ہے سعادتمند ہے۔ اور یہ دونون چیزین جب ہی نصیب ہوتی ہین جب خدا اُن کی توفیق دے۔ جو شخص بغیر مرشد کے راستے مین چلتا ہے اُلٹے پاؤن واپس آتا ہے یہ طریقت ورثے مین نہین ملتی۔ نہ کوئی اُسے باپ کے ترکے مین پاتا ہے۔ بلکہ اِس طریقت کے حاصل کرنے کے لیے عمل وجہد۔ حدود معینہ پر قائم رہنا اللہ جل شانہ کی درگاہ مین آنسو بہانا۔ اور اُس حضرت رب العزت کا ادب کرنا ضروری ہے۔ بہت سے نادان جانتے ہین کہ یہ طریقہ بحث ومباحثے۔ روپئے پیسے۔ اور ظاہری اعمال کے ذریعے سے حاصل ہو جاتا ہے

خدا کی قسم ایسا نہین ہے۔ بلکہ اِس مرتبے کو انسان سچائی۔ فروتنی۔ ذلت۔ نقیری۔ سُنت رسول مختار صلعم کی پیروی اور اغیار کے ترک کرنے سے پہونچتا ہے۔

جس کا خدا عزیز ہو وہ ہر جگہ عزیز ہے۔ اور جس کا اُس خدائے لم یزل کے سوا کوئی اور عزیز ہے۔ وہ ہر جگہ عزیز نہین۔ قرآن ایسی نشانی ہے جس مین بہت سی نشانیان جمع ہین۔ اور آیات ربانی اُس مین درج ہین۔ جس کسی پر خداوند جل و علا نے یہ احسان کیا ہے کہ اُس کے باطنی رموز کو سمجھتا اور ظاہری احکام شرع کی پابندی کرتا ہے اُسے دو برکتین حاصل ہین اور جو اپنی راے سے معنی کہتا ہے گمراہ ہو جاتا ہے۔ اور ظاہر و باطن دونون سے دور جا پڑتا ہے۔ خداوند جل و علا کا ذکر تمام آسمانی آفتون اور ارضی حوادث کے لیے سپر ہے ذکر الٰہی کرنے والا شخص چونکہ خدا کا ہم صحبت ہے لہذا اُسے اُس رب العزت کے ادب سے درگزر نہ کرنا چاہیے۔ تاکہ اُس صحبت سے دور نہ ہو جائے جو قبولیت کی برکت ہے۔ اور غفلت سے پاک ہو جائے۔ جو زبان کہ بارگاہ قلب کی سچی ترجمان ہے وہ اپنی دولت کو ظاہر کرتی اور اپنے خزانے کا دروازہ کھولتی ہے۔ جس شخص کا دل پاک ہو اس کی زبان اچھی اور اُسکا بیان بھی شیرین ہے اگر اپنی زبان سے رموز حقیقت کے کھلنے کا اعتبار کرے اور اپنے قلب کو پاک کر دے تو اُس کو عرفان مین ترقی ہوتی ہے۔ اور حجت حق اُس پر آشکارا ہوتی ہے۔ اور جو صرف زبان کا حظ اُٹھا لینے پر کفایت کر کے افعال کے ثمرون کو چھوڑ دیتا ہے اُس کا ہاتھ اقوال

ہی تک پہونچتا ہے۔ روح وہ جسم ہے جو معرفت کے لیے ہمیشہ متنبہ رہے
وہ سر ہے جس مین سلامت روی ہو۔ وہ دل ہے جس مین رحم ہو۔ اور
وہ قدم ہے جو حق کے راستے پر قائم ہو۔ حکمت کے لیے شرط ہے کہ خیرات
کو تو اُن لوگون تک پہونچا دے۔ جو اُس کے مستحق ہین اور سچائی کے لیے
شرط ہے کہ غیر مستحقین پر بھی تو ہاتھ نہ رُوکے۔ اور اِن دونون کامون کا
پھل تو خدا سے پائے گا۔ جو نعمتین تجھکو ملی ہین اُن کی ناشکری نہ کر اس لیے
کہ یہ خدا کو ناگوار ہے۔ جس کے دل مین فریب ہو اُس کے لیے فلاحیت
نہین ہے۔ ظالم عزیز نہین ہوتا۔ گنہگار کا کام پورا نہین۔ اور جو بندہ
صرف خدا کی وکالت اور اسی کی مدد پر قناعت کرتا ہے ذلیل نہین
ہوتا ہے۔ جس شخص کے دل مین شک ہے اُسے فلاح نہین ہوتی۔
مکار کی آرزو نہین پوری ہوتی۔ کنجوس کو فائدہ نہین ہوتا۔ حاسد کو
کسی کی مدد نہین ملتی۔ اور سگ دنیا مُردار گوشت پر پورا قابو نہین
پاتا۔

وہ بندۂ مؤمن جو خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہین رکھتا
اُس کا دل توڑنے کی کوشش مین مملکت کسریٰ بھی درہم وبرہم ہو جاتی
ہے۔ جو لوگ اپنے نفس کو دیکھا کرتے ہین اُن کا دل اندھا ہو جاتا ہے
دیندار آدمی توبہ و استغفار کے ذریعہ سے حجاب کو اپنے سامنے سے
ہٹا دیتا ہے۔ اور بے دین کی آنکھون پر پردے کے بعد پردے
پڑتے رہتے ہین۔ اور معصوم وہ ہے جس کی خدا تعالیٰ نے نگہبانی
کی۔ بے وقوفی کا کوئی علاج نہین ہے۔ اور حماقت کا مرض دور
نہین ہوتا۔ مغرور کے ساتھ کوئی ہم صحبت نہین ہوتا۔ اور دغاباز

عہد و پیمان کا پاس و لحاظ نہین کرتا۔ جو غافل ہے اُسے نور نہین
عطا ہوا ہے۔ جو شخص اپنے قول و اقرار کو پورا نہین کرتا اُس کے
پاس ایمان ہی نہین ہے۔

خداوند تعالےٰ نے مقرر فرما دیا ہے کہ نیکوکار بندے شریرون کے
ہاتھون اور بدکارون کی زبانون سے اِس دنیا مین سخت تکلیف
اُٹھائین۔ اور حقیر و مُردار شخص بھی نیکی کرنے والے کے حق مین
بدی اور بے ضرر آدمی کے ساتھ مکر و فریب کرے۔ خدا کی مدد صفا
خلوص اور منکسر المزاج بندون کو گھیرے ہوئے ہے۔ "وما للظالمین من انصار"
(اور ظالمون کا کوئی مددگار نہین ہے) دشمن کی پہچان یہ ہے کہ
تیری دولت کی طرف راغب ہو مگر جب تیری دولت کو نقصان
پہونچ جائے تو تجھے چھوڑ دے۔ تیری پیٹھ کے پیچھے تجھ پر زبان
کی تلوار سے حملے کرے اور تیری ثنا و صفت کرنی اُسے ناگوار
گذرے۔ تو اُسے خدا پر چھوڑ دے اس لیے کہ وہ خود ہی اوندھے
مُنہ گرے گا۔ اُس کی مثال آگ سی ہے کہ لکڑی کو کھلاتی ہے اور
اُس کے ساتھ خود بھی فنا ہو جاتی ہے۔ وکفیٰ باللہ نصیرا (اور مددگار
چاہیے ہو تو اللہ کافی ہے) اور دوست کی علامت یہ ہے کہ وہ
خالص خدا کے لیے دوستی کرتا ہے۔ اگر ایسا کوئی رفیق مل جائے
تو اُس سے راہ و رسم پیدا کر۔ اِس لیے کہ سچے دوست نہین ملتے
ہین۔ صوفیون کی بعض باتون کی تاویل کر لیا کر۔ گویا خدا کی مقرر
کی ہوئی حدون کے ذریعے سے تو شبہات کو اپنے دل سے
دور کر دے۔ اگر مین منصور حلاج کے زمانے مین ہوتا اور جو

الزام منصور کو لگا یا گیا تھا وہ ثابت ہو جاتا تو فتوے دینے مین مین بھی اُنھین لوگون کے ساتھ ہوتا جنھون نے اُن کے قتل کا فتوی دیا۔ اور اگر ثابت نہ ہوتا تو مین کوئی ایسی تاویل کرتا کہ اُن کی جان بچ جاتی اور مین اتنے ہی پر قناعت کرتا کہ اُنھون نے توبہ کرکے خدا کی طرف رجوع کر لیا ہوگا۔ کیونکہ رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

اللہ جل شانہ نے بڑے بڑے اعلے مراتب اپنے ایک بندے کو عطا کیے ہین۔ اور جن لوگون کو خدا نے بخش دیا ہے وہ اُن مرتبون پر ترقی کرتے ہین۔ ان مراتب نجات کے طے کرنے مین جسے معرفت کا بھید معلوم ہو گیا وہ تمام مخلوقات کے سامنے عاجزی کا سر جھکا دیتا ہے۔ اس لیے کہ معاملات کے انجام چھپے ہوئے ہین بخشش کا میدان وسیع ہے اور حضرت کریم جل شانہ کے لیے کسی چیز کی قید نہین ہے۔ جو چاہے کرے اور جسے چاہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص کرے "یختص برحمتہ من یشاء" (اپنی رحمت کے لیے وہ جسے چاہتا ہے مختص کرتا ہے۔)

خراسان کے بعض عجمی صوفیون نے کہا کہ صوفی کبیر ابن شہریار قدس سرہ العزیز کی روحانیت عرب و عجم کے تمام صوفیون پر متصرف ہے گو مین جانتا ہون کہ ایسا نہین ہے۔ اس لیے کہ اللہ جل شانہ سب سے بڑا کام کرنیوالا اور عطا کرنیوالا ہے۔ صاحب دل لوگون کے نزدیک حضرت سرورکائنات صلعم کی نیابت اہل اللہ مین باری باری اُن کے وقت اور حالات کے مطابق دورہ کرتی رہتی ہے۔ اور روحانی تصرف کا مخلوق مین ہونا صحیح نہین ہے۔ بلکہ اللہ جل شانہ کی مہربانی بعض ہی نہین تمام اولیاء اللہ کے شامل حال ہے۔ جو شخص اولیاء اللہ

کو درگاہ ایزدی مین اپنا وسیلہ قرار دیتا ہے اُس کی حالت سُدھر جاتی ہے - چنانچہ حضرت رب العزت فرماتا ہے "نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاخرۃ" (ہم تمھارے دوست ہین دُنیا اور آخرت مین) خبردار اہل عجم کی زیادتیون سے دھوکا نہ کھانا - اس لیے کہ اُن مین سے بعض حد سے گزر گئے ہین - اور حبیب خدا حضرت رسول مجتبیٰ صلعم نے اِس کو منع فرمایا ہے - بندہ چاہے زندہ ہو یا مردہ - اُس مین کسی قسم کی قدرت خیال کرنے سے بچ - اس لیے کہ ساری مخلوقات "لا یملکون لانفسہم ضرًا و لا نفعًا" (اپنی ذات کے لیے نہ نقصان پہونچانے پر قادر ہین اور نہ نفع پہونچانے پر) یعنی نہ اُن سے فائدہ پہونچتا ہے نہ نقصان لیکن خدا کے دوستون کی محبت کو درگاہِ خُدا مین وسیلہ بنا - اِس لیے کہ اپنے بندون کے ساتھ خدا کی محبت خدائی کے بھیدون مین سے ایک بھید ہے - اور جو چیز خدا کی درگاہ مین اچھا وسیلہ ہے - وہ خُدائی کا بھید اور پروردگار ہی کی صفت ہے -

ولی وہ مرد ہے جو دل و جان سے نبی صلعم کا دامن پکڑے - اور خدا اسے راضی ہو - جو شخص خدا کے پاس پناہ لیتا ہے اُس کی عزت بڑھتی ہے - اور جو شخص خدا کے سوا کسی اور پر بھروسہ کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے - جو کوئی شخص غیرون کے برتے پر بے پروا بنتا ہے حقیر ہوتا ہے - اور جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے سوا کوئی اور راہ اختیار کرتا ہے گمراہ ہوتا ہے - علم نور ہے - اور خاکساری سرور مرد کے واسطے ہمت یہ ہے کہ اپنا حال خدا کے سپرد کرے - اور بہ حیثیت ایمان اعلیٰ درجے پر ہونے - اور بہ حیثیت ہمت اعلیٰ درجہ رکھنے مین فرق اور تفاوت ہے - جس کو اس بات کا یقین ہے کہ کارساز مطلق اللہ جل شانہٗ ہے

وہ اپنی ہمت کو دوسرون کی طرف سے پھیر لیتا ہے۔ خدا کی راہ مین جس کی ہمت بلند ہو اُس کا بھروسا خدا کے ساتھ درست ہے اور وہ دوسرون کے سائے مین پناہ نہ ڈھونڈھے گا۔ فیاضی کا دسترخوان وہ ہے جس پر اچھے اور بُرے ہر طرح کے آدمی بیٹھین۔ خدا اپنے بندون پر انجام مین مان سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ اللہ جل شانہ اگر اپنے کسی بندے کو مہربانی سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو پھر واپس نہین لیتا سوا اس کے کہ اُس سے ناشکری ظاہر ہو۔ خدائے برتر کی عنایتون کے فیض عقل و وہم سے باہر ہے۔ جو اِس بات کو جانتا ہے کہ خدا جو چاہتا کرتا ہے وہ اپنے سب کام اُس کارساز مطلق کی مرضی پر چھوڑتا ہے۔ اور اپنا سر رضا و تسلیم کی خاک پر رکھ دیتا ہے۔

اگر کسی پر حقیقتون کا راز کھل جائے تو وہ اُس کے صفحون پر اس سطر کو پڑھے گا کہ "کُل شَیٍٔ ہالک الا وجہہ" (سب چیزین ہلاک ہونے والی ہین مگر اُس کی ذات) ہستی کے دائرون کو اگر تو غور کی نگاہ سے دیکھے تو تجھے نظر آئے گا کہ عاجزی بھی اُن مین گڑی ہوئی ہے اور محتاجی بھی اُن مین قائم ہے۔ اور طاقت۔ دستگیری۔ امیری اور قدرت سب خدا کے لیے ہین جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ کوئی مثل۔ لوگ جو دم داعیہ رکھتے ہین خود بینی مین مبتلا ہین۔ اور قسمت کا مقابلہ کرتے ہین۔ یہ اُن کے پاؤن کی لغزش ہے۔ جیسا تیرا دعویٰ ہے ویسی ہی اگر تو طاقت اور قدرت بھی رکھتا ہوتا تو کبھی نہ مرتا۔ تو چونکہ خودی اور غرور کا دعوی کر رہا ہے لہذا تجھے عبادت سے کیا تعلق۔ امیری و عزت کے گھوڑے سے اُتر۔ اور غلامی و ذلت

کا لباس پہن - چونکہ تیرا سارا دعویٰ جھوٹ ہے اور تیری ساری ریاست اور تیرا غرور فضول کی بکواس ہے لہٰذا ان چیزون سے زبان روک - اور کہہ کہ ہر چیز خدا ہی کی طرف سے ہے
ان دو دیوارون کے درمیان مین چل - دیوار شرع کے اندر اور دیوار عمل کے اندر - پیروی رسول کے راستے پر چلتا رہ - اس لیے کہ پیروی رسول ہی کا راستہ بھلا ہے - اور بدعت کا راستہ بُرا ہے - اور بھلائی اور بُرائی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے - اپنے سر کو تسلیم کے دروازے پر اور اپنی پیشانی کو عاجزی کی خاک پر رکھ - اپنے عمل پر بھروسہ نہ کر - خداوند عزوجل کی قدرت اور رحمت سے التجا کر - اور خود بینی اور دور خی جستجو سے پاک ہو - اس لیے کہ اس ذریعے سے تو ایماندار اور پرہیزگار سعادتمندون مین شامل ہو جائے گا - نیکوکار بندے کی یہ برکت ہے کہ اُسے حضرت رب العزت کی قربت حاصل ہوتی ہے - جناب باری کے دروازے پر اولیا اللہ کی حرمت اور عزت ہے - اور یہ خوش نصیبی اگر اُنھین نہ عطا ہوتی تو اللہ جل شانہ اور لوگون کو اپنی ولایت کے شرف سے مخصوص نہ کرتا - وہ لوگ خدا کے جانباز بندے ہین کہ اُن کے ذریعہ سے حضرت ربُّ العزت نے اپنی شریعت کو مضبوط فرمایا - حقیقت شناسی کی اعانت کی - اُن کی وساطت سے جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کو قائم رکھا - اور اُنھین حضرت پیغمبر صلعم تک پہونچا دیا - چنانچہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے "یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ" (اے نبی تیرے لیے

کافی ہے اللہ اور وہ مومنین جنھون نے تیری پیروی کی) اللہ جل شانہ کی معرفت مختلف طریقون کی ہے۔ اور اُس کی قسمون مین سب سے بڑی یہ ہے کہ اُس کے احکام کی عزت کی جائے۔

خدا اور اُس کے بندون کے درمیان غفلت کے سوا اور کوئی پردہ نہین ہے۔ وہ حضرت رب العزت فرماتا ہے "اذکرونی اذکرکم" (تم مجھے یاد کرو مین تھین یاد کرونگا) جو بندہ معرفت رکھتا ہے وہ اُسی کی درگاہ مین پناہ ڈھونڈھتا ہے۔ اور اُس کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ بغیر اس کا لحاظ لیے کہ اُس نے کوئی عمل یا عبادت کی ہے یا نہین اُسے اپنے فضل وکرم سے سرفراز فرماتا ہے۔ دل اللہ جلشانہ کی دو انگلیون کے درمیان مین رہتا ہے۔ لہذا اُس کی درگاہ مین آہ وزاری اور اظہار عاجزی کرو تاکہ وہ دلون کو اپنی محبت اور اپنے دین پر قائم رکھے۔ "وکفی باللہ ولیا" (اور دوست چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے) آدمیون کا ظاہری رخ دو طرح کا ہے۔ یا تو اُن کا ظاہر اچھا ہے یا بُرا۔ اور اُن پر تصرف کرنیوالا اللہ جل شانہ ہی ہے۔ مگر فرق کیا ہے کہ بندون کے اچھے کامون سے راضی ہوتا ہے اور بُرے کامون سے راضی نہین ہوتا۔ جس کا سبب یہ ہے کہ اُس نے جزئی اختیارات بھی بندون کو دے رکھے ہین۔

تو ٹیڑھے کے سیدھے کرنے کی کوشش اُس وقت تک نہ کر جب تک اُس کے سیدھے ہونے کا وقت نہ آئے کیونکہ ابر رحمت اپنے وقت ہی پر برسا کرتا ہے۔ اور قبل از وقت لوگ اُس کو نہین چاہتے۔

اپنے حوصلے کو تو رنج والم کے ہاتھ مین نہ دے ورنہ اعلی مقاصد سے محروم رہ جائے گا۔ اس لیے کہ غم ہمت کے حق مین کافور کی شان دکھاتا ہے اور استقلال عنبر کی شان۔ وہ کارساز ہو جو دینے اور اس کے سوا سب غائب۔ انھین چیزون پر قائم رہ جو تجھے عطا ہوئی ہین۔ اور ان کے بدلنے اور بنانے مین جو بے چینی ہوتی ہے اس سے اپنے نفس کو پریشان نہ کر۔ اپنی ذات کو نہ مجبور خیال کر اور نہ مختار۔ اس لیے کہ اصل حقیقت ان دونون حالتون کے درمیان مین ہے جو ولی خلاف ظاہر کہہ جاتا ہے اور احوال شرع پر حملہ کرتا ہے وہ قول وجلال ربانی کے پردے مین پڑا ہوا ہے تاکہ ربوبیت کے جلال سے مقہور ہو کے حکم ربانی کی طرف رجوع کرے۔ اس لیے کہ اگر اس نے قاب قوسین کی سچائی کی طرف رخ کیا اور حضرت رسالت کی پیروی اس سے ظاہر ہوئی تو بندگی کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے جو سب سے اعلی مرتبہ ہے اور خلقت کے لیے قربت الہی کا کوئی اس سے بڑا اور قوی وسیلہ نہین ہے۔

جس کسی نے آنکھ مین توفیق الہی کا سرمہ لگایا اس نے ہر چیز کو علم الیقین اور حق الیقین کی آنکھون سے دیکھ لیا۔ ٹھیک جانو کہ باطن اور ظاہر دونون پر باطن کی حکومت ہے۔ بصیرت اور دل کی صفائی اور آنکھون کے نور کی رسائی کم کھانے اور کم پینے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے کہ بھوک خود بینی۔ کبر اور غرور کو مٹاتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے نفس کو تکلیف دیجاتی ہے کہ حق کی

طرف رجوع کرے۔ دراصل بھوک سے بہتر کوئی نفس کو توڑنے والی چیز مین نے نہین دیکھی۔ وجہ یہ کہ پیٹ بھر کے کھانے سے گرانی ہوتی ہے۔ دل تاریک ہوتا ہے۔ اور نابینائی پیدا ہوتی ہے جو غفلت کو بڑھا دیتی ہے۔ پڑوسیون کی خاطرداری عزیزون کی خاطرداری سے اچھی ہے کیونکہ عزیزون کا دل قرابت کے رشتے مین بندھا ہوا ہے۔ اور پڑوسیون سے یہ علاقہ نہین۔ جو دل روشن ہے وہ نیکیون اور عارفون کی صحبت کی طرف میل کرتا ہے اور خودپرستون اور نادانون کی صحبت سے متنفر رہتا ہے۔ خدا کے بندون کے ساتھ بھلائی کرنا بندے کو خداوند جل وعلا تک پہونچاتا ہے۔ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا پل صراط پر گذرنے کو آسان اور دعا کو قبول کرتا ہے۔ اور خیرات اللہ تعالیٰ کے غصے کو دور کرتی ہے۔ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا نزع کی تکلیفون کو آسان کرتا ہے۔ بدکارون۔ احمقون۔ ظالمون۔ اور حاسدون کی صحبت ایک گھٹاٹوپ اندھیرا ہے۔

عارف وہ ہے جو سلوک کے بڑے اور برحق طریقے پر ہمیشہ اور استقلال سے چلے اور ایک لحظہ کے لیے بھی اُس کو نہ چھوڑے۔ صوفی وہ ہے جو وہمون اور شکون سے دور رہے۔ اللہ جل شانہٗ کی ذات وصفات کے بارے مین کہے "لیس کمثلہ شیٔ" (اس کے مثل کوئی چیز نہین۔) اور اُس رب العزت کو یقین کے علم سے جانے۔ تاکہ اُن لوگون کے زمرے سے نکل آئے جو اُس حضرت عزوجل کو ظنی علم سے جانتے ہین۔ اور اُس کا گلا تقلید کی قید سے چھوٹ

جائے۔ صوفی وہ ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے طریقہ پر نہ ہو۔ اور اُس کے سوا کسی اور چیز کو اپنے حرکات و سکنات کی بنیاد نہ قرار دے۔ صوفی وہ ہے جو اپنے وقتون کو اپنے نفس کے معاملات مین نہین صرف کرتا اس لیے کہ جانتا ہے کہ مدبر حقیقی اللہ جل شانہ ہے۔ اور اپنے معاملات و حالات مین سوا خدا کے کسی اور چیز پر بھروسا نہین کرتا۔ صوفی وہ ہے جو حتی الامکان خلقت کے ملنے جلنے سے پرہیز کرتا ہے اس لیے کہ وہ جس قدر مخلوقات سے ربط و ضبط بڑھاتا ہے اُسی قدر اُس کے عیوب کھلتے جاتے ہین۔ اور امر حقیقت اُس پر پوشیدہ رہ جاتا ہے بعض لوگون سے اگر ملنا جُلنا گوارا کرے تو پھر اِس صورت مین نیک نفس لوگون سے بھی صحبت بڑھائے۔ اس لیے کہ وارد ہوا ہے "المرا علی دین خلیلہ" (مرد اپنے دوست کے دین پر ہے) فقیر کا نفس کبریت احمر کے مثل ہے۔ حق چیز کو حق ہی مین صرف کرے۔

جو شخص اپنی باتون۔ اپنے کامون اور اپنے حالات کو ہر وقت قرآن و حدیث کی ترازو مین نہ تولے اور اپنے دل کو ملزم نہ پائے اُس کا نام ہمارے نزدیک مردون کی فہرست مین درج نہین ہوتا۔ جو اپنی آدنی کو جانتا ہے اُس پر اُس کا صرف کرنا آسان ہے۔ جو شخص اپنے نفس سے ثابت قدم ہوتا ہے دوسرے لوگ بھی اُس کی وجہ سے ثابت قدم رہتے ہین۔ ٹیڑھی شاخ کا سایہ سیدھا کیونکر ہو سکتا ہے؟ فقیر اگر اپنے نفس کو ذلیل و خوار کرے اور شوق و راست بازی کی آگ

مین چلے تو خدا کی عنایت سے ثابت قدمی کے میدان مین قدم جما دیتا ہے۔ اور نیکیون کا خزانہ اور خلقت کا مطلوب بن جاتا ہے۔ اور اُس مینہ کے مثل ہو جاتا ہے جو جس جگہ برس جاتا ہے فائدہ پہونچاتا ہے اور ایسے ابر رحمت کے زمانے مین خلقت خدا پر رحمت اور تسلی نازل ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ جھوٹے کی پیروی کرتے ہین اور سچے سے بھاگتے ہین۔ اور مغرور لوگون کے گرد ہجوم کرتے ہین۔ اور جن لوگون کو زمانے نے چھوڑ دیا ہے اُن سے بھاگتے ہین۔ اِس حالت کو دیکھ کے تو تعجب نہ کر۔ اس لیے کہ یہی حالت نفس کی ہے۔ نفس بھی سجی ہوئی کوشک۔ زرنگار قصر۔ اور وسیع ایوان کو پسند کرتا ہے۔ اور عالی مرتبہ پیر شاندار عمامہ سر پر رکھ کے اور لمبی آستین لٹکا کے شان و شوکت ظاہر کرتا ہے۔ اس پردے کے ہٹانے کے لیے تو اندرونی ہمت کو بلند کر نہ نفس کی ہمت کو۔ اور اپنے نفس سے خطاب کر کے پوچھ کہ اگر تو ایک طرف رسول اکرم اور نبی معظم و مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس شان سے بوریے پہ بیٹھا ہوا دیکھے کہ چٹائی کے نشان آپ کے جسم کے مطہر مین بنے ہوئے ہین آپ کے اہل بیت رضوان اللہ وسلامہ علیہم فقر و فاقہ مین مبتلا ہین اور نوکرون چاکرون کا کہین پتہ نہین ہے۔ اور دوسری طرف تو کسرائے عجم کو دیکھے کہ مرصع تخت پر شان و شوکت سے بیٹھا ہوا ہے جس مین بیش قیمت موتی لگے ہین۔ اُس کے اہل و عیال رنگ رلیان منا رہے ہین اور خدم و حشم کا ہر طرف ہجوم ہے۔ تو اِن دونون مین سے تو کس کی طرف رُخ کرے گا؟ اور کس کا ساتھ دے گا؟ اگر اللہ جل شانہ تیرے نفس کو تو فیق

دے تو تُو یقیناً حضرت رسالت (صلعم) اور آپ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کو دوست رکھے گا۔ اپنے دل کی ہمت کو اہل بیت نبوی کی حالت مین پہونچا تاکہ تو اللہ جل شانہ کے گروہ مین شمار کیا جائے۔ چنانچہ قرآن پاک مین ارشاد ہوا ہے "الا اِنَّ حزب اللہ ھم المفلحون"۔ (آگاہ ہو جاؤ کہ جو اللہ کے گروہ والے ہین اُنھین کے لیے فلاح ہے) اور خبردار کبھی اپنی نفسی کی طرف نہ دیکھ۔ اِس لیے کہ جو بھوک بغیر معرفت اور بغیر آداب محمدی (صلعم) کے ہو وہ تو کُتون کی ایک صفت ہے۔ اپنی قدر و منزلت کو آداب محمدی کے ذریعے سے پہونچے ہوئے لوگون کے اعلیٰ مرتبون تک پہونچا۔ اور اعمال خیر کے دکھانے اور خودی و خود نمائی کے جذبات کو اپنی ذات سے نکال کے پھینک دے۔ اس لیے کہ یہ چیز منجملہ شیطان کے جذبات کے ہے۔ اور خدا کا خاص بندہ بن تاکہ قربت کے درجے کو پہونچے "وکفٰی باللہ ولیا" (اور دوستی چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے۔) اِس زمانے کے لوگ جادوگری۔ کیمیاگری۔ وحدت کا نام لینے۔ زیادہ باتین بنانے۔ اور جھوٹے دعوے کرنے کے ذریعے سے اپنی گردن اونچی کرتے ہین۔ خبردار ایسے لوگون کے پاس نہ پھٹکنا۔ اِس لیے کہ وہ اپنے پیرؤون اور اپنے پاس والون کو دوزخ اور غضب الٰہی کی طرف کھینچے لیے جاتے ہین۔ اور خدا کے دین مین ایسی چیز داخل کر رہے ہین جو اُس مین نہین ہے۔ وہ لوگ ہماری جماعت مین یعنی خرقہ پوشون کے گروہ سے ہین۔ تو اُنھین دیکھے تو سمجھے گا کہ اُن کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور وہ خدا کے مقرب لوگون مین ہین۔ اگر اُن مین سے کسی کو تو دیکھے

تو فوراً اُس سے بھاگ۔ خدا کے پاس جا کے پناہ لے اور کہہ "یالیت بینی وبینک بعد المشرقین" (کاش مجھ مین اور تجھ مین مشرق و مغرب کا فرق ہوتا) اگر کوئی جاہل شخص تجھے ہاتھ پکڑ کے اِس گروہ سے الگ لے جائے اور کہے کہ ذکر الٰہی مین مشغول رہ اور قرآن و حدیث کی پابندی کر۔ تو وہ اُن تمام جھوٹے دعوے کرنے والون سے اچھا ہے۔ جو آپ کو خرقہ پوش بنائے ہوے ہین۔ اُن سے اِس طرح بھاگ جس طرح لوگ غضب آلود شیر سے یا کوڑھی سے بھاگتے ہین۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بہت سے لوگ حضرت فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کرتے تھے کہ نیکی کیا ہے؟ مگر یہ پوچھتا تھا کہ بُرائی کیا چیز ہے اِس اندیشے سے کہ کہین اُس مین مبتلا نہ ہو جاؤن۔ اِسی بنیاد پر مین نے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلعم) ہم لوگ جہالت اور بدکاری مین مبتلا تھے۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اِس روشن دین اسلام کو نیکی کے ساتھ ظاہر فرمایا۔ کیا اِس نیکی کے بعد پھر ہمین بُرائی سے سابقہ پڑے گا؟" ارشاد ہوا "ہان" مین نے عرض کیا "پھر اُس بُرائی کے بعد نیکی ظاہر ہوگی؟" فرمایا "نعم وفیہ دخن" یعنی (ہان۔ اور اُسی نیکی سے اُس بُرائی کی خرابی اور شومی ظاہر ہوگی) مین نے عرض کیا "اس کی شومی کیا ہے؟" ارشاد ہوا "قوم یہدون بغیر ہدی تعرف منہم وتنکر" یعنی (ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو لوگ گمراہی کی طرف رہبری کرین گے۔ آپ کو راہِ راست پر دکھائین گے حالانکہ ایسے ہون گے نہین) مین نے دریافت کیا "کیا اس کے بعد بھی بُرائی کا ظہور ہوگا؟" ارشاد ہوا "ہان دعاۃ علی ابواب جہنم من اجابہم قذفوہ فیہا" یعنی (ایک ایسی جماعت ہوگی جو لوگون کو دوزخ

کے دروازون کی طرف بُلائے گی۔ اور جو کوئی شخص اُن کی پیروی کرے گا اُسے فوراً دوزخ مین ڈھکیل دین گے) مین نے کہا "یا رسول اللہ مجھے اُن کا پتہ بتائیے" ارشاد ہوا کہ "ہم من جلدتنا یتکلمون بالسنتنا" یعنی (وہ لوگ ہمارے لباس مین ظاہر ہو کے ہماری ہی زبان مین گفتگو کرین گے) مین نے عرض کیا "مین اُس زمانے مین اگر موجود ہون تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟" ارشاد ہوا "تم مسلمانون کی جماعت اور اُن کے امام کا ساتھ نہ چھوڑنا" مین نے عرض کیا "اگر ان لوگون کی جماعت نہ ہو اور نہ اُن کا کوئی امام بھی نہ ہو تو کیا کرون؟" فرمایا "تو تو ان سب فرقون سے علٰحدگی اختیار کر۔ اگرچہ یہان تک نوبت پہونچ جائے کہ مارے بھوک کے تو کسی درخت کی جڑ کو چوستا اور چاٹتا ہو۔ اور اسی حالت مین تیرا دم نکل جائے" یہ وصیت ہے ہمارے پیغمبر امین۔ ہمارے سردار۔ اور سردار عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس کو یاد رکھ اور اِس پر عمل کر۔

اور خبردار راستہ بتانے مین بخل نہ کر۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی تجھ سے سیدھی راہ پوچھے تو اُس کے سوال کو ہرگز رد نہ کر۔ اِس لیے کہ ایسی روش سے خدا اور بندگان خدا کے ساتھ بے ادبی ہوتی ہے۔ اِس چال ہی کی بنا ذلت و خواری پر پڑی ہے۔ چنانچہ اگلے زمانے کے لوگون نے اپنے آپ کو ذلیل و حقیر کیا اور خدا تعالے نے اُنھین معزز بنا دیا۔ اُنھون نے اپنے تئین فقیر کہا اور اللہ جل شانہ نے اپنے کرم سے اُنھین تمام لوگون سے زیادہ دولتمند کر دیا۔ اور ایسے لوگون کی صحبت سے پرہیز کر جو بزرگون کے کلام کی تو ہمیشہ تاویل کیا کرتے ہین

مگر اُن کے جانب منسوب ہونے کے اوپر اور نیز اُن کی حکایتوں پر ناز ان ہین وجہ یہ کہ اُن کہانیوں مین بہت سی ایسی ہین جو جھوٹ اور افترا ہین - اور سوا اس کے نہین کہا جا سکتا کہ وہ کہانیان مخلوقات پر خدا کا ایک قسم کا عذاب ہین جب اُنھون نے امر حق کو نہ جانا اور نیکی کی اُنھین حرص ہوئی تو خدا ے عز و جل نے اُنھین بے عقل لوگون کے ہاتھ مین مبتلا کر دیا - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون مین جنھین نبوت کی پاکیزگی حاصل ہے اُنھون نے فرقہ ہاے مُرغبہ[ع] (ترغیب کرنے والون) مرہبہ (ترہیب کرنے والون یعنی عذاب الٰہی سے ڈرانے والون) غامضہ (چشم پوشی کرنے والون) اور ظاہرہ (یعنی اہل ظاہر اور محض ظاہری الفاظ حدیث پہ چلنے والون) کی طرح افترا پردازیان کین - اور حضرت رب العزت نے بعض اہل بدعت اور گمراہون کو اس کام پر مسلط کیا ہے کہ جھوٹ بولین اور بزرگون کے کلام مین افترا پردازیان کرین - اُنھون نے اُن کے کلام مین ایسی ایسی باتون کو داخل کر دیا ہے -

---

ع پہلے دو فرقون یعنی مرغبہ و مرہبہ سے غالباً حضرت شیخ سید احمد رفاعی قدس سرہٗ العزیز کی مراد واعظین سے ہے - جو ترغیب و ترہیب کی طرف جھکتے ہین تو ہر طرح کی ضعیف و موضوع روایات بلکہ بے بنیاد کہانیان بیان کرنے لگتے ہین - غامضہ سے شاید وہ علما مُراد ہین جو لوگون کو بگڑتے اور ضلالت مین پھنستے دیکھتے ہین اور چشم پوشی کرتے ہین - اور جنھین مداہنت کا الزام دیا جاتا ہے - اور ظاہرہ سے ظاہریہ فرقہ والے اہل حدیث مراد ہین - جو حدیث کے ظاہری الفاظ کے ایسے گرویدہ ہین کہ ضروری اور فطری قیاسات سے بھی بھاگتے ہین - مثلاً کسی جگہ پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہو تو کہتے ہین کہ وہان صرف پیشاب ہی منع ہے - پیخانہ وہان پھرے تو مضائقہ نہین - واللہ اعلم بالصواب -

ناظم العرفان

جن کی خود اُنھیں خبر بھی نہ تھی بعض لوگون نے اُن کی پیروی کی اور سب سے بدتر گناہون مین مبتلا ہو گئے۔ خبردار ایسے لوگون سے بھاگ اور اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے لیے حضرت پیغمبر ذی شان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن کو پکڑ۔ اور شرع شریف کو نظر کے سامنے رکھ۔ اجماع امت کی عام سڑک تجھ پر آشکارا ہے۔ اور اہل سُنّت کے گروہ سے جو کہ مسلمانون مین نجات پانے والا فرقہ ہے دُور نہ ہو۔ اور خدا کے حکمون کو مضبوط پکڑ۔ اور سوا اِن کے ہر چیز کو چھوڑ دے اور میری باتون کو دل مین یاد رکھ۔

فلیتک تحلو والحیاۃ مریرۃٌ ولیتک ترضی والانام غضابُ

(اے خُدا) تجھ مین حلاوت ہوتی زندگی چاہے تلخ کیون نہ ہوتی۔ اور تو راضی ہوتا اور ساری خلقت چاہے برہم ہی ہوتی۔

ولیت الذی بینی وبینک عامرٌ وبینی وبین العالمین خرابُ

اور وہ وسعت جو میرے تیرے درمیان ہے آباد ہوتی۔ اور میرے اور سارے عالم کے درمیان جتنی وسعت ہے وہ سب چاہے اُجاڑ پڑی ہوتی۔

اذا صح منک الود فالکل ہینٌ وکل الذی فوق التراب ترابُ

جب تیری دوستی صحیح ثابت ہو جائے تو سب چیزین ہیچ ہین۔ اور خاک کے اوپر جو کچھ ہے سب خاک ہے۔

مشائخ کی پاکدامنی و عصمت کا اعتقاد اُس طرح نہ کر جس طرح وہ لوگ کرتے ہین جنھین اُن کی نسبت غلو ہے۔ اور جو چیز تیرے اور خداوند جل و علا کے درمیان ہو اُس کے بارے مین مشائخ پر

بھروسہ نہ کر۔ اس لیے کہ اللہ جل شانہ بڑا عزت والا ہے۔ اور نہیں چاہتا ہے کہ اُس کے اور بندے کے درمیان مین کوئی اور آجائے۔ مشائخ (خدا اُن سے راضی ہو اور وہ اُس سے راضی ہون) حضرت طریقت کے رہنما ہین جن سے رسول اللہ صلعم کے حالات دریافت کیے جاتے ہین۔ اور ہم اُس حضرت رب العزت کی درگاہ مین عجز و زاری سے عرض کرتے ہین کہ اُن سے راضی رہے۔ یہ امید لگا کے کہ وہ پروردگار عالمین اپنے خاص بندون کو شرمندہ نہ کرے۔ اس لیے کہ وہ سب بڑون سے بڑا ہے۔

خود فروشی کو چھوڑ۔ اور سر تسلیم جھکانے کی وضع اختیار کر۔ اور اگر لوگون کو تو خود فروشی کرتے دیکھے تو اپنے تئین اُن سے الگ کر لے۔ اس لیے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اذا رأیت شحا مطاعا و ہوی متبعا و اعجاب کل ذی رای برایہ فعلیک بخویصۃ نفسک" یعنی جب تو ایسی حرص دیکھے جس کے لوگ بندے ہون۔ ایسی خواہش نفس دیکھے جو لوگون پر حکومت کرتی ہو۔ اور ہر رائے والا اپنی رائے پر ناز کر رہا ہو تو خبردار تو سب سے علیحدہ ہو کے تن تنہا بیٹھ رہ۔)

اپنے اخلاق کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے مطابق کر۔ جو حسب ذیل ہین :— عادات مین نرمی۔ مذاق نیک۔ نہایت بُردبار۔ بڑا معاف کرنے والا۔ سچا جوان مرد۔ نرم دل۔ ہنس مکھ۔ برداشت کرنے والا۔ منکسر المزاج۔ خاطر داشت کرنے والا۔ صحبت کا لحاظ رکھنے والا۔ مسلسل غم مین اور ہمیشہ سوچ مین رہنے والا۔ ساکت و صامت۔ مصیبتون پر صبر کرنے والا۔ اللہ پہ بھروسا رکھنے

اور اُس سے مدد چاہنے والا فقیرون اور ضعیفون کا دوست- اور حرام باتون پر برہم ہو جانے والا۔ جو کچھ مِل جائے کھا لے- اور جو چیز کھو گئی ہو اُس کے لیے غمگین نہ ہو- تکیہ لگا کے کھانا نہ کھا- کپڑے سخت اور موٹے پہن تاکہ دولتمند لوگ تیری پیروی کرین- اور سئے کپڑے پہن کے محتاجون کا دل نہ دُکھا- عقیق کی انگوٹھی انگلی مین پہن اور سخت بچھونے پر یا چٹائی پر یا کھلی زمین پہ سو- اور طور طریق بات چیت- اور حالات و افعال مین سنت حضرت رسالت پر استقلال سے قائم رہ- اچھے کو اچھا- اور بُرے کو بُرا کہہ- اور بغیر ذکر الٰہی کے نہ بیٹھ اور نہ اُٹھ- تیری محفل حلم- علم- حیا اور امانت کی صحبت ہو- اور تیرے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے چاہیے کہ فقیر اور محتاج لوگ ہون- اپنا چال چلن نہ بگاڑ اور زنانی نہ بن نہ کسی کی مذمت کر- اور نہ ثواب کی بات کے سوا کوئی بات زبان سے نکال- اپنے ہر ہم صحبت کو اُس کا حق دے- اپنے پاس لوگون کا ہجوم نہ کر- اور لوگون سے پرہیز اور علٰحدگی اختیار کر- اور کسی سے بھی اپنا ہنستا ہوا چہرہ نہ چھپا- اور کسی کے ساتھ وہ بات نہ کر جس سے اُسے نفرت ہو- اپنی زبان اور اپنے کان کو بُری بات کے کہنے اور سُننے سے بچا- خدمت گار سے ڈانٹ ڈپٹ نہ کر- اور جو تجھ سے سوال کرے اُس کو نہ پھیر- اگر کچھ پاس نہ ہو تو میٹھی باتون سے اُس کا دل اپنے ہاتھ مین لے- اگر دو مختلف کامون کے کرنے مین تجھے تردد ہو تو جو سب سے آسان نظر آئے اور اُس مین گناہ نہ ہو اُسے اختیار کر- دعوت کو قبول کر- اور دوستون اور بھائیون کی تلاش مین رہ- جو تجھے ستائے اُسے معاف کر دے-

بُرائی کا مقابلہ بُرائی سے نہ کر۔ راتوں کو اللہ جلّ شانہ کی درگاہ میں زاری کر۔ اور خدائے وحدہ لاشریک سے خوش رہ۔ وکفیٰ باللہ ولیّا۔

ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے "جس کسی نے اپنے نفس کو فقیر دیکھا وہ استقامت کے درجے کو پہونچ گیا" نیز یہ فرمایا ہے کہ "پاکبازی کے چار رکن ہیں۔ عادات واطوار کا اچھا ہونا۔ تواضع یعنی انکسار۔ جوانمردی۔ اور اپنے نفس کی مخالفت" یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ "انکسار سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور تھوڑے پر قناعت کرنے سے آرام ملتا ہے" اور فرمایا ہے کہ "اچھا آدمی وہ ہے جو ہوشیار۔ دانا اور لوگوں کے معاملے میں جان بوجھ کے غفلت کرنے والا ہو" اور فرماتے ہیں "علم وہ ہے جو فائدہ پہونچائے۔ فقیری میں اپنے نفس کو ایک بہادر شخص تصور کرتا کہ تجھ میں استقلال پیدا ہو۔ اور پاکبازی کے اصول کو مضبوطی سے اختیار کر تاکہ تیرا شمار پاکبازوں میں ہو۔ انکسار اور قناعت کرتا کہ تو لوگوں میں ہر دل عزیز ہو۔ اور مکروہات زمانہ میں تجھے آرام ملے۔ اور سب چیزوں کو بُھلا دے تاکہ تو اچھا ہو جائے اور علموں میں سے اُس علم کو اختیار کر جو بارگاہ الٰہی میں نفع پہونچائے اس لیے کہ تیری یہ دنیا صرف خیالی ہے۔ اور یہ جو کچھ ہے مٹ جانے والا ہے۔ اور تمام حالات میں ردّ و بدل کرنے والا اللہ جلشانہ ہے۔ (ترجمۂ اشعار) اے وہ شخص جس کی سانسیں گنی ہوئی ہیں ضرور ہے کہ ایک دن یہ گنتی پوری ہو جائے گی۔ ضرور ہے کہ کوئی دن ایسا آئے جس کے بعد رات نہ ہو۔ اور کوئی رات ایسی آئے جس کی صبح نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیون کو اپنے گنبد کے نیچے پوشیدگی کا لباس
پنھایا ہے - اور اپنے سوا تمام چیزین اُن کی نظر سے چھپا دی ہین - اس کا
بھی مطلب یہ ہے کہ مخلوقات کی نسبت اپنا گمان اچھا رکھا جائے - یہ ہرگز
نہ کر کہ کسی کے خلاف شرعی دلیلین قائم کرتے وقت تو اُس کی جانب
بدگمانی کرے - خدا کی شریعت کا پابند رہ - اور نفسانیت اور خود
غرضی کو چھوڑ دے - بلکہ ہر کام کو خلوص نیت کے ساتھ کر - کیونکہ نفسانیت
ایک دل کا مرض ہے - اور جس چیز کو شریعت نے بُرا کہا ہے اُسے تو
بھی بُرا کہہ - اور جسے شریعت نے اچھا بتایا ہے اُسے تو بھی اچھا بتا - اور
اپنے قول و فعل سے سوا رضامندی الٰہی کے اور کسی چیز کو ظاہر نہ کر - جب تک
شرع کی دلیل سے ثابت نہ ہو جائے خدا کے بندون پہ بدگمانی نہ کر - بلکہ
ہر شخص کی نسبت اچھا ہی گمان رکھ - چونکہ جناب باری عزاسمہ اپنے بندون
کی پوشیدہ باتون کو جانتا ہے اور ظاہر نہین کرتا - جیسا کہ وارد ہوا ہے -
"ولکل وجھۃ ھو مولیھا" (ہر طریقہ کا وہی والی ہے) لہذا تجھے چاہیے کہ
سردار انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی روشن شریعت کے دلائل کی
طرف توجہ کرے "وکفیٰ بربک ھادیا و نصیرا" (تجھے ہدایت کرنے اور
تیری مدد کرنے کے لیے اللہ کافی ہے) عقل ہر چیز کو سمجھ کے ذریعے سے
قبول کرتی ہے - اور جو ذات کہ سمجھ سے باہر ہے اُس کے سوا اور کسی چیز کے
ماننے سے انکار کرتی ہے - لہذا اپنی ہمت کو تو دل سے وابستہ رکھ - اور اپنی
دانائی کو عقل سے تاکہ تجھے کامیابی حاصل ہو - ہاتھ مین ایک رگ ہے
جو دل سے ملی ہوئی ہے - دنیا کی کوئی چیز انسان ہاتھ سے لیتا ہے تو
اُس کی دل پہ جا پہونچتی ہے - اور یہ ایک بہت بڑی اور خطرناک آفت کے

جس سے لوگ واقف نہین ہین۔ فخر کائنات حضرت رسول اکرم علیہ التحیات نے فرمایا ہے "حب الدنیا راس کل خطیئۃ" (دنیا کی محبت سارے گناہون کی جڑ ہے۔) لہذا تو دنیا سے بچ اور اُس کی لذتون سے دُور رہ۔ خبردار رات کو جانورون کی طرح نہ سو۔ رات مین چونکہ اللہ جل شانہ کی تجلیان ہوتی ہین اور اُس کے نور کی نسیم چلتی ہوتی ہے اس لیے شب زندہ داری کرنے والے اُسے غنیمت خیال کرتے ہین۔ اور سونے والے اُس کی برکتون سے محروم رہتے ہین۔ اور اُس مغرور عیش سے جو خواب شیرین کے مزے لوٹتا اور خدا کی جانب سے بے پروا ہوجاتا ہے کہہ دے کہ (اشعار کا ترجمہ)

اے رات کو سونے والے اور لذت خواب کے مبتلا۔ یہ نیند بیداری کے ہاتھ مین رہن ہے۔ چاہے تو اُسے بھول جائے مگر وہ تجھے نہین بھولتا جو زمانے کا سلٹنے اور طرح طرح کے انقلابات کرنے والا ہے۔ مشاہدے سے عبارت وہ قربت باری تعالی ہے جس کے ساتھ علم الیقین اور حق الیقین ہو۔ اور جس شخص کو خدا ے تعالی نے دوری اور غفلت سے بچایا ہے۔ اُس نے علم الیقین کے ساتھ خدا کی قربت حاصل کی۔ اور حق الیقین کے یہ معنے ہین کہ "اُعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک" خدا کی اس طرح پرستش کر کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تو اُسے نہ دیکھتا ہو تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ تو بس شہود کے مرتبہ کا حاصل ہونا اسی سے عبارت ہے۔ اور شہود اس کے سوا اور کوئی چیز نہین ہے۔ ورنہ لغوی معنون پر اس دُنیا مین مخلوق خدا کے لیے خدا کا دیکھنا ٹھیک ثابت ہوتا۔ اور مشاہدۂ جمال باری کے بارے

مین لغوی اور معنوی دونون حیثیتون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تیرے لیے کافی ہے - جمال باری عز اسمہ کا جلوہ دیکھنا صرف صاحب قوسین (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مخصوص ہے - مگر اِس مین بھی اختلاف ہے کہ جلوہ آپ نے اِنھین آنکھون سے دیکھا یا دل کی آنکھون سے اور اِس امر مین حضرت رسول آخر الزمان علیہ السلام کو خصوصیت حاصل ہونا اہل دل لوگون کے نزدیک یقینی اور آشکارا ہے - تو خداوند عز وجل کی قربت حاصل کرنے کے لیے تو اپنے نفس کو ویسا ہی ادب سکھا اور ویسا ہی مہذب بنا جیسا کہ خود خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو - اِس لیے کہ اِس طرح تیرا شمار بھی مقربان بارگاہ صمدیت مین ہوگا - چنانچہ مشہور ہو کہ "لایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل" میرا بندہ ہمیشہ نفل عبادتون کے ذریعہ سے مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے - اور حدیث شریف مین وارد ہی "ہدی اللہ ہو الہدیٰ" اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے "وکفی باللہ ولیا" (اور دوست چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے)

اگر اِس فن کا کوئی اُستاد ملے تو اُس کا شاگرد ہو جا - اور اگر وہ چومنے کے لیے اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھائے تو تو اُس کا پاؤن چوم - اور تو اُس کے پیچھے پیچھے رہ - اِس لیے کہ پہلی چوٹ سر ہی پہ آتی ہے - اگر کوئی ظالم تجھ پہ ظلم کرے اور تو انتقام لینے کی کوئی تدبیر نہ کرسکتا ہو تو اِس صورت مین تو چار و ناچار درگاہ خداوندی مین التجا کرسکتا ہی - بس اپنے دل کو تو ماسوا اللہ سے پھیر - اور اپنی امیدون کو اُس رب العزت کی درگاہ مین پیش کر - اور اپنا کام اُسی کے سپرد کردے تاکہ وہ تیری مدد کرے - اور تیرے لیے ایسی کارسازی کرے جو تیرے

خیال میں بھی نہ گزری ہو۔ سر تسلیم جھکانا اور صدق دل سے التجا کرنا اسی سے عبارت ہے۔ رضائے باری کی طرف اپنی ہمت کو خدا کی مرضی و مشیئت کے مطابق متوجہ جیسا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کیا جبکہ ہارون رشید (خدا اُس کے گناہوں کو معاف کرے) آپ کو باندھ کے مدینۂ منورہ سے بغداد لے گیا۔ اور قید خانے میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اُسی قید میں زہر کے ذریعے سے جام شہادت پیا۔ قید خانے سے آپکا جنازہ نکلا۔ اور مرتے دم تک آپ نے رضائے الٰہی سے مُنہ نہیں پھیرا تھا۔ لہٰذا یہ وہ مرتبہ تھا جسے فوز عظیم کہتے ہیں۔ جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا۔ اور نہ کسی کے دل میں گزرا ہے۔ "انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب" (صبر کرنے والوں کو اللہ اُن کا اجر بے حساب عطا فرمائے گا) اور ائمہ اہل بیت کرام علیہم السلام باوجود بزرگی اور اعلیٰ مرتبہ رکھنے کے خالص مرضی الٰہی پر راضی و صابر رہے۔

کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان جو بنی امیہ میں سے تھا حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کو ہاتھ پاؤں اور گلے میں طوق و سلاسل ڈال کے مدینۂ منورہ سے شام میں لایا تھا۔ اِس حالت میں زہری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے رخصت کرنے کو آکے روئے اور کہا، اے فرزند رسول اللہ اور اے جگر گوشۂ جناب زہرا، آرزو تھی کہ آپ کے عوض میرے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ہوتیں"۔ جناب امام زین العابدین نے فرمایا۔ "کیا تم خیال کرتے ہو کہ اِس حالت میں مجھے تکلیف ہے؟ اگر میں چاہتا تو ان امور میں سے کوئی بات بھی ظہور میں نہ آتی۔ مگر میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ خدا کے عذاب کو نہ بھولوں"۔ یہ فرماتے ہی آپ نے اپنے ہاتھ پاؤں کو زنجیروں میں سے چھڑا کے دکھا دیا۔ اور پھر خود ہی وہ زنجیریں پہن لیں یہ دیکھ کے زہری رحمۃ اللہ علیہ کو علیہ کو معلوم ہوا کہ جناب زین العابدین رضی اللہ عنہ رضائے الٰہی اور تسلیم محض کے مرتبے کو پہونچ گئے ہیں۔ اور آپ کو "فوز عظیم" کی منزلت حاصل

ہے جس کو معلوم کرکے زہری رضی اللہ عنہ کے دل کو چین آیا۔ اور اُن کا نفس اذیت سے چھوٹ گیا۔ اگر تو رضا کے مرتبے کو پہونچ سکتا ہو جو سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے تو اپنے نفس کو تول۔ اور اس کے قابل بنا۔ ورنہ دوسرے مرتبے میں اُتر آ جس سے خلوص التجا، عبارت ہے۔ اور جس میں یہ کرنا ہوتا ہے کہ تدبیر۔ طاقت۔ قدرت اور اپنے تمام جزئی وکلی معاملات سے کلیۃً قطع امید کرکے خدا پر بھروسہ کرلیا جائے۔ اور خداوند عزوجل تیرے ارادے اور تیری تدبیر سے زیادہ اپنی مدد اور قدرت سے تیرے کام کو سُدھار دیگا "وکفیٰ باللہ نصیرا" (اور مددگاری کے لیے اللہ بس ہے)

اگر تو خداوند جل علا کی طرف دوڑتا اور اُس کی درگاہ میں التجا کرتا ہے تو اس بارے میں حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ قرار دے۔ اور جہاں تک ممکن ہو زیادہ تر درود و سلام کو ورد زبان کر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرکے بارگاہ ایزدی کے دروازے پر گڑ گڑا۔ اور اُسی حضرت رب العزت پر بھروسہ کرکے ہر چیز کو اُس سے مانگ۔ اور اگر تیرے سامنے دروازے بند ہوں تو کھولنے والے کا امیدوار رہ۔ اگر بندے کسی راہ کو بند کردیں تو صرف خدا عزوجل اپنی ربوبیت اور الوہیت سے اُسے کھول دیگا۔ اُس کی رحمت سے نااُمید نہ ہو۔ اور اُس کی روح سے مایوس نہ ہو۔ اپنے آپ کو اُسی سے ملا دے "وکفیٰ باللہ ولیا۔" (اور دوستی کے لیے اللہ کافی ہے)

تمام حالات پر صرف حضرت رب العزت کی توفیق پر بھروسا کرنا واجب ہے۔ غم وتکلیف کو حاسد کے لیے چھوڑ دے۔ اس لیے کہ اُس کی تکلیف ہی اُس کے لیے کافی ہے۔ اور بیوقوف کی طرفداری سے دست بردار ہو۔ کیونکہ اگر تو اس سے

باز نہ آیا تو اُس کے رنج مین تو بھی مبتلا ہو جائے گا عقلمندون کی صحبت کا رُخ کر اور دانائی
کی بات کو تو جہان دیکھے اختیار کر لے - اِس لیے کہ دانائی کی بات اگر دیوار پر لکھی ہو تو بھی
عقلمند آدمی اُسے لے لیتا ہی - اور یہ نہین پوچھتا کہ کس نے اِسے کہا اور کس سے مروی
ہی - یا کس کافر سے سُنی گئی ہی - یہ جہان عبرت کے لیے پیدا ہوا ہے - اور عقلمند آدمی دُنیا
کی ہر چیز سے عبرت پکڑتا ہی - عبرت کو جہان ملے تو اپنی عقل کی قوت سے لے لے -
اور اُس کو نہ دیکھ کہ کہان سے ملی ہی - خبردار دنیا دارون کے پاس نہ جا - اِس
لیے کہ اُن کی قربت سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہی - اُن کے آگے سر جھکانے سے اللہ
جل شانہ غضب آلود ہوتا ہے - اور اُن کی تعظیم و تکریم سے گناہ بڑھتے ہین -
فقیرون کا دوست بن اور اُن سے صحبت رکھ اور پوری تعظیم و تکریم کے ساتھ اُن کی
خدمت گزاری مین مشغول رہ - اور اگر اُن مین سے کوئی تیرے پاس آئے تو فوراً
کھڑے ہو کے اُس کی تعظیم کر - اور تیری خدمتگزاری کو اگر فقرا پسند کرین تو اُن سے
دعاے خیر کی خواہش کر - اور کوشش کر کہ اُن کے دلون مین تو اپنا گھر
آباد کرے - اِس لیے کہ فقیرون کے دل رحمت الٰہی کی جگہ ہین - اور بشری خود پرستیون
سے اپنے دل کو پاک کر - اور جو کوئی تجھ پر کوئی حق رکھتا ہو یا تو اُس پر کوئی حق رکھتا ہو
تو اُس کے ساتھ ایسا اچھا اخلاقی برتاؤ کر کہ وہ تیرا حق دیوے اور تو بھی اُس کا
حق ادا کرے - اور اگر ہو سکے تو اپنے حق کو قربان کر دے - اور اُس کے معاوضے کو
خدا سے مانگ - اور لوگون مین ادب کے ساتھ رہ - اِس لیے کہ آدمیون کے
ساتھ باآدب رہنا ویسا ہی ہے جیسے کہ خدا کے ساتھ باادب رہنا - خود بینی -
نسب پر ناز کرنے - اور اپنے لائق و فائق ہونے کے خیال سے کلیتہً توبہ کر - اِس
لیے کہ اگر کوئی عمل مین رہ جائے تو نسب اُسے نہین بچاتا -
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صلۂ رحم کو بجا لا - اور آپ کے اہل بیت

کی تعظیم و تکریم کر۔ اس لیے کہ آپ کے احسان کا طوق ہمارے گلے میں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی" (کہدے اے محمد اس کا تم سے میں کوئی اجر نہیں چاہتا۔ مگر قرابت داروں کے ساتھ دوستی کرنا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کی محبت کو دل میں محفوظ رکھ اس لیے کہ وہ ہدایت کے چراغ اور رہنمائی کے تارے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے "اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم" (میرے صحابہ مثل تاروں کے ہیں ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے) خدا سے ڈر۔ کیونکہ اصل حکمت اللہ کا خوف ہے۔ چاہیے کہ تو خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ وہ ہر نیکی کا مجمع ہے۔ یہی نصیحت میری تجھے

اے بھائی۔ جان لے کہ تعلیم نے مجھے مدہوش کر دیا ہے۔ میں نے زمانے اور اہل زمانہ کو آزمایا۔ اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا۔ شرع شریف کی خدمت کی اہل صفا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ میری نصیحت استعمال کر کیونکہ تو اس خلوص محبت سے نکلی ہے جو مجھے تیرے ساتھ ہے۔ بہت سے سننے والے کہنے والے سے زیادہ دانا بھی ہوتے ہیں۔

اے عبدالسمیع میری نصیحت پر عمل کر۔ اور مجھے کوئی بہت بڑا شخص خیال کر۔ اگر کوئی تجھ سے کہے کہ خدا کی خدائی میں مجھ سے یعنی بیچارے احمد سے بھی زیادہ کوئی عاجز و ناتوان موجود ہے تو اس کا اعتبار نہ کر۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اللہ مجھ پر اور تجھ پر راستہ آسان کرے۔ اور ہمیں اور تجھے اور مسلمانوں کو برگزیدہ نیکوں اور صاحب خلوص اچھوں۔ اور اللہ و رسول کے دوستوں میں شامل کرے۔ اور اسی اللہ کی دوستی بس ہے۔

والحمد للہ رب العالمین۔